Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

مبلغ

اشاعت کا چودھواں سال

14th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**

Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3روپے

07/جون 2013ء جمعۃ المبارک 27 رجب ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 20

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

نٕفس میٛون ہوٚس تَے

أمی ہٕسی کٔری نَم کیٛتیاه بَل

ساسہٕ منٛزٕ اکھاه لوٚس تَے

نتہٕ ہیٚتی نَم سأرِی تَل

میرا نفس ایک ایسا ہاتھی ہے، جس نے (مجھے مارنے کیلئے) کتنے ہی کرتب کئے، یک فی ہزار ہی فیلِ نفس کی یورش سے بچ سکا، نہیں تو اس نے سبوں کو روند ڈالا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا طرۂ امتیاز

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

واقعۂ معراج

مفتی سید محمد اسحٰق نازکی قاسمی

بہت نظر آئے لیکن اس شان کا بندہ
نہ بالائے فلک پایا نہ زیر آسمان دیکھا

ہجرت سے چند سال قبل مکی عہد میمون کے آخری مرحلوں میں جبکہ ابوطالب جیسے شفیق ورفیق چچا اور حضرت خدیجہؓ جیسی غمگسار ووَفا شعار اہلیہ محترمہ اس دارِ فنا سے دونوں یکے بعد دیگرے رخصت ہو چکے تھے او رطائف کا انتہائی پُر مشقت دعوتی سفر اپنے تمام زہرہ گداز وروح فرسا مراحل کے ساتھ اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا تو حضرت ختمی مرتبت (ذاتی وزمانی اور مرتبی ومکانی) نبی آخر الزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جو معراج شریف کا اعلیٰ ترین اعزاز واکرام کا منصب عطا کیا گیا جس میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی ثانی نہیں۔

واقعۂ معراج قرآن کریم کے پندرھویں پارہ سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت اور ستائیسویں پارہ کے سورۂ نجم کی آیات تیرہ سے اٹھارہ میں بیان کیا گیا ہے۔ احادیث شریفہ صحیحہ صریحہ مشہورہ اور اخبار آحاد میں اس کے تمام جزئیات کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔ صاحب تفسیر علامہ ابن کثیرؒ نے پہلی آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ واقعہ معراج کے حق ہونے پر تمام اہل اسلام کا سلفاً وخلفاً اتفاق ہے، ہاں زندیقوں، ملحدوں اور بے دینوں نے اس کا اِنکار کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر عربی: پ۱۵) علم العقائد والکلام (مثلاً عقیدۃ الطحاوی اور شرح عقائد نسفیہ) نیز سیرت طیبہ کی تمام متداول ومستند کتابوں میں واقعہ معراج کو عقیدے کی حیثیت سے اور تاریخی تواتر کے ساتھ مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ الحمد للہ

سبق ملا ہے معراجِ مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

پورے واقعہ معراج کا خلاصہ یوں ہے کہ خالق اَرض وسماء اور مالک زمین وزَماں حضرت حق جلّ مجدہٗ کے حکم سے امام الانبیاء والمرسلین یعنی سب سے عظیم انسان وبرگزیدہ ترین رسول، نیلگوں آسمان کے نیچے اور فرش خاک کے اوپر افضل ترین بشر و نبی سیدنا حضرت محمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کائنات عالم کا طویل ترین سفر رات کے مختصر ترین وقت کے اندر بے شمار عجائب وغرائب کا بچشم خود مشاہدہ فرما کر بروحہ وجسدہ (بحالت کامل بیداری) طے فرمایا۔ اس طرح مسجد حرام (مکہ شریف) سے مسجد اقصیٰ (فلسطین) تک کا سفر اِسراء عالم ارضیات کا پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک کا سفر عروج عالم اَفلاک، عالم لاہوت اور عالم ملکوت کا پھر وہاں سے عرش اعظم تک کا سفر منتہائے کائنات عالم مشاہدہ ویقین کا سفر ٹھہرا۔ بالفاظ دیگر زمینی سفر پھر ایوان قدرت میں حاضری کا سفر۔ اس طرح یہ سفر مبارک از اول تا آخر ہمارے پیارے آقا مدنی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کا سب سے بڑا علمی وعملی، احسانی وعرفانی اور حِسّی وعقلی معجزہ ٹھہرا۔

شانِ معراج سے یہ عقدہ کھلا کہ
مرکز عشق ہیں خاتم الانبیاء (ﷺ)

۱) معراج کو واقعہ اسراء بھی کہتے ہیں کیوں کہ یہ سارا سفر مبارک راتوں رات بحالت کامل بیداری ہوا اور اس عظیم معجزہ کو معراج بھی کہتے ہیں، کیونکہ حدیث شریف میں "ثُمَّ عُرِجَ بِی......" (جلالین پ۱۵) آیا ہے یعنی پھر مجھے اوپر لے گئے، یہ لفظ "مصدر عروج" سے نکلا ہوا ہے، اسم آلہ ہے یعنی ذریعہ عروج یا یہ لفظ خود مصدر کے معنی میں ہے جیسا کہ علماء صَرف ونحو نے لکھا ہے یعنی اوپر چڑھنا۔ مسجد اقصیٰ سے ساتویں آسمان تک کے سفر میں معراج (سیڑھی، زینہ یعنی خدائی ایکسیلیٹر) کا استعمال ہوا ہے۔ اسی لئے ان وجوہ کی بنا پر اس سفر یا اس پورے واقعہ کو معراج کہا جاتا ہے۔

۲) سدرۃ المنتہیٰ یعنی بیری کا درخت؟ واللہ اعلم بالصواب، اس کی حقیقت خالقِ حقائق ہی جانے تاہم وہ کائنات عالم کا صدر دَفتر ہے۔ ہر وہ اَمر، شئی اور فیصلہ جو اوپر جائے یا وہاں سے نیچے آئے بہر حال یہاں آ کر ان تمام اُمور، اشیاء اور قضایا کی انتہا ہوتی ہے۔ اس کی جڑیں ساتویں آسمان میں اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان سے بھی اوپر ہیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ جلد۱) تاہم یہ متشابہات میں سے ہے یعنی اس کی حقیقت حضرت حق جلّ مجدہ کے سوا یقینی طور پر کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت امام دارالہجرۃ مالکؒ بن انس نے متشابہات کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان کے معانی معلوم ہیں، لیکن ان کی حقیقتیں مجہول ہیں مگر ان پر ایمان لانا فرض ہے اور ان کے بارے میں بلاوجہ کھوج کردے کرنا بدعت اور نادرست ہے۔ (حاشیہ عقیدۃ الطحاوی) کیونکہ

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

۳) میدانِ حشر میں ہمارے آقا مدنی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سب سے بڑا امتیازی مقام شفاعتِ کُبریٰ جو بوجہ تواضع مع الخلق ملا۔ یہی تواضع آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خلق عظیم ہے جس پر آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم بنص قرآن کریم فائز ہیں۔ دار دنیا میں ختم نبوت سب سے بڑا اعزاز ہے جو بوجہ جامع جمیع کمالات نبویہ اور فضائل بشریہ وملکیہ عطا کیا گیا۔ اسطرح یہ فضیلت معراج نبی اَکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سب سے بڑا اعجاز ہے جو بوجہ تواضع مع اللہ عنایت کیا گیا اور کمال عبدیت کا ثمرہ عظیمہ ٹھہرایا گیا۔

نہ تیری آنکھ دیکھے نہ چشم انبیاء دیکھے
مجھے اگر دیکھے تو نگاہِ مصطفیٰ (ﷺ) دیکھے

۴) اتنا اونچا منصب ومقام (حسی ومعنوی) عطا کیا گیا مگر اس کے باوصف اَسریٰ بِعَبدِہٖ یعنی بہر حال محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت اللہ جلّ مجدہٗ کے بندے ہیں۔ بِرَسُوْلِہٖ / بِنَبِیِّہٖ / بِمُحَمَّدٍ نہیں کہا گیا آخر کیوں؟ اسلئے کہ:

۱) بروایت ام المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہؓ: ایک مرتبہ فرشتے نے (بارگاہِ نبوت میں حاضری کا شرف حاصل کرنے کے بعد) عرض کیا: اگر آپ چاہیں تو عبدیت والے نبی بنیں (بظاہر فقر وفاقہ اور مسکنت والی زندگی جیسے حضرت عیسیٰ ویحییٰ وزَکریا علیہم السّلام) اور اگر چاہیں تو بادشاہت والے نبی بنیں (ظاہری جاہ وحشمت اور دبدبہ وثروت جیسے حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت یوسف علیہم السّلام، نبوت ورسالت کے ساتھ ساتھ حکومت وثروت بھی خوب حاصل تھی) تو (یہ سن کر) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مشورہ لینے کیلئے (سید الملائکہ حضرت) جبرئیلؑ کی طرف دیکھا تو انہوں نے تواضع یعنی (پہلی صورت) اختیار کرنے کا (الہامی وروحانی) مشورہ دیا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی رائے کو پسند فرمایا۔ صداقت مآب، کاشانۂ رسالت پنا، اَماں جان حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کبھی بھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ (مشکوٰۃ شریف) فِداہُ رُوحی۔ حضرت جلّ مجدہٗ نے اپنے محبوب کی اسی پسندیدہ رائے کے تحت بِعَبْدِہٖ فرمایا۔ سچ ہے۔

(بقیہ صفحہ 6 پر)

www.khanqah.in

www.khanqah.in

مبارک ہو تجھ پہ اے عورت!

مفتی اَرشد احمد

تو جنگل کو بھی منگل بنادیتی ہے، جنگل کو بھی محلوں سے زیادہ حسن بخشتی ہے، تو کانٹے دار درختوں کو بھی پھولوں سے بدل دیتی ہے، تو غریب سے غریب تر گھرانے کو بھی جنت نما بنادیتی ہے، تو ایک حقیقی بجلی ہے، تو واقعتہً جادو کی جادوگری کی بہترین مثال ہے۔ تو نے ہی اس دنیا کو جنت نما بنادیا ہے!

اے عورت ذات! تو مردوں کی رہبری کرنے والی ایک دیوی ہے، مرد کا سکھ تیرے قدموں میں ہے، تو ہی اسے گناہوں کی طرف مائل کرکے تباہی میں ڈبوتی ہے، اور تو ہی اس کی کشتی کنارے لگاسکتی ہے، تیرے بغیر مرد کی زندگی کا پھول بے خوشبو ہے، جب دُکھ اور تکلیف سے اس کا دِل ڈوبا جاتا ہے تو تو ہی رحمت کا فرشتہ بن کر اس کی مدد کو آن پہنچتی ہے۔

اے شوہر کی سختیوں پر صبر کرنے والی عورت!! تو دوزخ جیسے گھر کو جنت میں بدل سکتی ہے، تو چاہے تو فقیر کو ایک دولت مند اور امیر کو مفلس بنادے، مغرور لوگوں کی گردنوں کو یک لخت جھکادینے کی تجھ میں طاقت ہے۔

اے شوہر کی سختیوں پر صبر کرنے والی عورت!! تو دوزخ جیسے گھر کو جنت میں بدل سکتی ہے، تو چاہے تو فقیر کو ایک دولت مند اور امیر کو مفلس بنادے، مغرور لوگوں کی گردنوں کو یک لخت جھکادینے کی تجھ میں طاقت ہے۔ تو مرد کا نصف جزو ہے، اس کی سکھ دُکھ کی شریک ہے، تو اس کا آدھا ایمان ہے، تو ہی اس کی عزت و وقار ہے۔

اے عورت! تمام مذہبی انسان اولیاء، حکماء، سلاطین، یہاں تک کہ خدا کے پیغمبر علیہم السّلام تجھے ماں کہتے ہیں اور تیری ہی گود میں پلتے ہیں، تو نے ہی ان کو لاڈ و پیار دیا ہے، اسی لئے تو خدا کے بزرگ اور برتر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تجھے یہ تمغہ عنایت کیا ہے کہ ''ماں کے قدموں تلے جنت ہے''۔

دُنیا کی انتہا اپنا گھر، اور گھر کی انتہا عورت! جس گھر میں نیک بیوی ہو تو اس گھر میں چار چاند لگ جاتے ہیں، نیک بیوی والا گھر خوشی اور قہقہوں سے ہمیشہ لبریز رہتا ہے، جس طرح انسانوں کے بغیر دُنیا بیکار ہے اسی طرح نیک عورت کے بغیر گھر بیکار اور مصیبت خانہ ہے۔ نیک بیٹی! تو گھر کی رانی ہو کر جا، تو اپنے اس حکومتی تخت پر مہارانی ہو کر جلوہ افروز ہو اور مرد کو حکم دے، وہ دین کی رعایت رکھتے ہوئے تیری ہر بات مانے۔

لیکن ابھی رُک جا!

اس اقتدار کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لینے سے پہلے تجھے کچھ قربانیاں دینی ہوں گی، تاج بہت حسین گلاب کی طرح ہے، لیکن اس گلاب کو حاصل کرنے کیلئے تجھے کانٹوں کا مزہ بھی چکھنا ہوگا، پہلے اپنے اندر کی صلاحیت اور استعداد پیدا کرنی پڑے گی، گھر کی رانی بننے سے پہلے تجھے گھر کی باندی بننا ہوگا، اور اس گلابی تاج کو پہننے سے پہلے تجھے گھر میں کانٹوں کا تاج پہننا پڑے گا، یہی قدرت کا قانون اور دُنیا نظام ہے۔

سُرخ رو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد
رنگ لاتی ہے حِنا پتھر پہ گھس جانے کے بعد

سُرمہ نے کہا، مجھ پر اتنا کیوں ظلم کرتے ہو، اتنا زیادہ پیستے ہو، پیسنے والے نے جواب دیا! تجھے اس لئے زیادہ پیس رہا ہوں کہ اشرف المخلوقات کے اشرف الاعضاء یعنی تو انسان کی آنکھ میں جگہ پانے کے قابل ہوجائے۔

نیک بیوی! تو انسانیت کیلئے اُمید کی ایک کِرن ہے، تو اپنے آپ کو دیندار، باپردہ، پانچ وقت کی نماز کا اہتمام کرنے والی بنا، اپنے محلّہ کی عورتوں کو دین پر عمل کرنے اور اس کو چار دانگ عالم میں پھیلانے والی بنا، اللہ تجھے نیک بنائے، ہر شوہر کیلئے دُنیا و آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین!

قرآن کریم نے ایک مختصر مگر بلیغ جملہ میں شوہر کیلئے بیوی کی پیدائش کا مقصد بیان فرمایا، اگر شادی کے بعد عورت اس مقصد پر پورا اُترتی ہے، تو یہ شوہر دُنیا کا سب سے زیادہ خوش قسمت انسان ہے، ورنہ اس کی زندگی جہنم کا ایک نمونہ بن کر رہ جائے گی، اور ایسی بیوی حدیث کے موافق بڑھاپے کی عمر سے پہلے ہی بوڑھا کردینے والی ہے، چنانچہ قرآن کریم میں عورت کی پیدائش کا بنیادی مقصد یہی بتایا گیا ہے: ''خلق منہا زوجہا'' اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا۔ اور دوسری آیت میں ارشاد ہے: ''اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے یہ بات کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرسکو''۔

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا: ''اور اس نے تمہارے درمیان آپس میں محبت اور مہربانی بھی رکھ دی (تاکہ تم اپنی زندگی کو خوشگوار بناسکو)''

یہی وہ سکون قلب اور الفت باہمی ہے، جس کے باعث نہ صرف ایک خاندان کی بنیاد پڑتی ہے بلکہ تمدن انسانی کی گاڑی بھی رواں دواں رہتی ہے۔

معلوم ہوا کہ بیوی راحت و سکون کا وہ گہوارہ ہے جہاں اس کے شوہر کو محبت کی پاکیزہ چھاؤں میں اس کی خواہشات کو تسکین ملتی ہے، دِل حرام کاری سے بچتا ہے، ایک ایک عضو کو ذلت و حقارت کی گندگی سے نجات ملتی ہے اور اس طرح پورا بدن تباہی اور ہلاکت کے گڑھے سے نکل آتا ہے۔

نیک بیوی اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی نعمت ہے، مرد کیلئے بیوی قدرت کا سب سے زیادہ قیمتی تحفہ ہے، خلاق عالم کا سب سے زیادہ قیمتی اور نادر و نایاب تحفہ ہے، جو اُنس و محبت اور غمخواری کیلئے بھیجا گیا ہے۔ دِن بھر کی جدوجہد اور خون پسینہ ایک کرنے کے بعد ایک تھکا ہوا انسان جب شام کو گھر لوٹتا ہے تو ایک وفا شعار سمجھدار، خوش مزاج، شیریں زبان بیوی اپنی مسکراہٹوں سے اس کا استقبال کرکے اس کی ساری تھکاوٹ اور غموں کو دُور کردیتی ہے۔

طبیعت میں فرحت و نشاط محسوس کرتا ہے، نیک بیوی اسے ایک روحانی سکون اور تازگی بخشتی ہے، نیک بیوی کے منہ سے نکلے ہوئے دو پھول کوثر و تسنیم سے دھلے ہوئے دو بول اس کیلئے گلوکوز، وٹامن ڈی اور سربیکس ٹی سے زیادہ قوت و طاقت بخش ثابت ہوتے ہیں۔ اور دونوں باہمی ہمدردی و غمخواری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے دُکھوں کو سمجھنے اور انہیں خوش اسلوبی سے دور کرکے اپنی زندگی کو خوش گوار بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر بیٹی کو اپنے شوہر کیلئے سچی راحت و حقیقی محبت و دِلی سکون کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

ضروری گذارش!

جن قارئین کرام نے مبلغ کی ادائیگی کئی مہینوں سے نہیں کی، انہیں گزارش کی جاتی ہے کہ وہ براہِ کرم جلد از جلد ادائیگی کریں، اور ایجنٹ حضرات سے بھی گزارش ہے کہ وہ جلد از جلد ہفتہ وار مبلغ کے دفتر واقع کھانڈی پورہ کاترسو کولگام بذریعہ منی آرڈ یا از خود تشریف لاکر اپنی بقیہ ادائیگی ادا کریں۔ مدیر

SAMEER & CO

Deals with:

PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC

ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے

H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD

Contact No's: 9419040053

تاریخی کالم

نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت

مكة المكرمة/گذشتہ سے پیوستہ

مکہ شہر کے وہ علاقے جو بیت اللہ سے بھی نشیب (گہرائی) میں ہیں، مسفلہ (نشیبی) کہلاتے ہیں اور فراز والے علاقوں کو المعلاۃ یا المعلیٰ (اونچے) کہا جاتا ہے، المعلیٰ کی طرف ہی الحُجون کا علاقہ ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم المعلیٰ کی جانب ہی سے شہر میں داخل ہوئے تھے۔ اس سے آٹھ سال پہلے 622ء میں جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مکہ چھوڑ کر جانے لگے تھے تو آپ نے شہر کی جانب رُخ کرکے فرمایا تھا:

''اے مکہ! مجھے تمام شہروں سے بڑھ کر تجھ سے محبت ہے مگر تیرے بیٹے مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔''

کعبہ کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور ان کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام نے رکھی تھی۔ خدا کا یہ گھر ایسا سادہ تعمیر ہوا تھا کہ اس کی نہ چھت تھی، نہ کواڑ اور نہ چوکھٹ تھی۔ جب قُصَی بن کلاب کو کعبہ کی تولیت حاصل ہوئی تو انہوں نے قدیم عمارت گرا کر نئے سرے سے تعمیر کی اور کھجور کے تختوں کی چھت ڈالی۔ سب سے پہلے یہاں قبیلہ جُرہم آکر آباد ہوا اور بنو جُرہم ہی میں حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی شادی ہوئی تھی۔

حرم کعبہ پر سب سے پہلے جس نے غلاف چڑھایا وہ یمن کا حِمیری بادشاہ اسعد تبع تھا۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عمر جب 35 برس تھی اور سیلاب سے کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا تھا، قریش نے اسے گرا کر دوبارہ تعمیر کیا۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کعبہ کو ابراہیمی بنیادوں پر از سرِ نو تعمیر کیا لیکن دس سال بعد 74ھ میں حجاج بن یوسف نے پھر اُسے قریش کی بنیادوں پر تعمیر کردیا۔ شعبان 1039 میں موسلا دھار بارش سے کعبہ زمین بوس ہوگیا تو عثمانی خلیفہ مراد خاں نے اسے نئے سرے سے تعمیر کرایا، چنانچہ کعبہ کی موجودہ عمارت عثمانی تعمیر ہے۔ اس کی اونچائی 15 مٹر لمبائی تقریباً 12 میٹر اور چوڑائی تقریباً 11 میٹر ہے۔

صفا اور مروہ: یہ وہ دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی والدہ ہاجرہ پانی کی تلاش میں سعی (بھاگ دوڑ) کرتی رہی تھیں اور اُنہی کی یاد تازہ کرنے کیلئے حاجی اِن دونوں کے درمیان سعی کرتے ہیں۔

عبداللہ بن عبدالمطّلب کا سفرِ شام اور وَفات

عبداللہ سفرِ شام سے واپسی پر بُصریٰ سے دومۃ الجندل، تیما اور خیبر سے ہوتے ہوئے یثرب پہنچے تھے جہاں اُن کا انتقال ہوا اور وہیں دَفن ہوئے۔

بُصریٰ: جنوبی شام کا یہ قدیم شہر اُردُن کی سرحد سے 19 میل شمال کی جانب اس سڑک پر ہے جو مغرب میں واقع درعا کو مشرق میں سلخد سے ملاتی ہے، بُصریٰ کے معنی بلند قلعہ کے ہیں۔ اسے بُصریٰ الشام بھی کہتے ہیں۔ بائبل میں اسے ''ادومکا'' اور ''بصورہ'' کہا گیا ہے۔ 106ء میں قدیم نبطی سلطنت کے سلطنت روما سے الحاق کے بعد بُصریٰ صوبہ عرب کا صدر مقام بن گیا۔ بازنطینی عہد میں اسے بوسترا کہا جانے لگا۔ ان دنوں بُصریٰ بطریق انطاکیہ کے تحت اُسقفی کا مرکز تھا۔ (اُردو معارف اسلامیہ جلد ۴)

عہد نبوی میں بُصریٰ الشام رومی سلطنت کے تحت غسانی حکومت کا صدر مقام تھا۔ صلح حدیبیہ (06ھ) کے بعد نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حاکم بُصریٰ شُرحبیل بن عمرو غسّانی کو بھی اسلام کی دعوت دی مگر اس بدبخت نے مؤتہ کے مقام پر سفیر نبوت حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا جس کے نتیجے میں جنگ مؤتہ کا واقعہ پیش آیا۔ بُصریٰ، دمشق سے تقریباً 150 کلومیٹر جنوب میں ہے۔ (جاری)

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

07/جون 2013ء جمعۃ المبارک

زندہ دِل ہی درس اور عبرت حاصل کر کے سُدھرتا ہے

دُنیا عبرتوں اور نصیحتوں سے بھری پڑی ہے، کوئی ہو جو عبرت حاصل کر کے اپنی زندگی چمکائے۔ دلوں پر روگ ہے، غفلت کے پردے ہیں۔ بے حسّی اور حیوانی آزادی ہے۔ ایک نشہ اور مستی ہے۔ ہوش دلانے کے باوجود بے ہوش ہی رہتا ہے...........۔

ربڑ بوتل میں، گرم پانی بھرنے کے دوران ایک یا دو قطرے باہر ٹپک کر ہاتھ کو لگے تو اُبلتا پانی چونکہ بہت گرم ہوتا ہے اس لئے بہت سخت جلن محسوس ہوئی فوراً ذہن اس جانب گیا کہ کل قیامت کے دن کافروں، مشرکوں اور ملحدوں اور منافقوں کو کتنا انتہائی کھولتا ہوا گرم پانی پینے کو دیا جائے گا کہ اُن کی آنتیں پگھل کر باہر نکل جائیں گی۔ الامان، الحفیظ

اور یہ یقیناً ہو کر رہے گا، شک کرنے والا مؤمن نہیں ہوسکتا۔ جزا وسزا کا قانونِ بہت سخت ہے۔ اس قانون مکافات میں کوئی رعایت برتی نہیں جائے گی۔ ''مَن یَّعمل سوءً یُجزَ بِہٖ'' (القرآن) جو بھی بُرا کرے گا اس کا خمیازہ اُسے بھگتنا پڑے گا۔ اور جو بھی ذرّہ برابر نیکی کرے گا اس کی جزا دیکھے گا۔

ایک ہم مسلمان ہیں۔ مطمئن بیٹھے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ شاید جنت کی سند وسرٹیفکیٹ مل چکی ہے کہ اَب گھبرانے کی ضرورت نہیں، عبادت سے چھٹی ملی ہوئی ہے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ دنیا میں تن من دھن سے اتنا مشغول ہے کہ فرض کی ادائیگی کے لئے پانچ منٹ کی فرصت نہیں۔ اس بے حسی اور بد بختی کی کوئی حد ہے! اِنا للّٰہ وانا الیہ راجعون

یہ سوچتا نہیں کہ صحت وعافیت، مال ودولت، اولاد واحباب، امن واَمان، خوشی وغم اور پوری کائنات کا مالک مطلق، خالق مطلق، محافظ مطلق، جبروت وملکوت والا صرف اَللّٰہ ہے اُسے حسنِ عبادت سے خوش رکھنا ضروری اور نیک بختی۔ اسے ناراض رکھنا انتہائی ہلاکت اور ناکامی اور بد بختی کو دعوت دینا ہے۔ اے کاش یہ بات دِل میں اُتر جائے!

(حمید اللہ۔ عفی عنہ)

جواھر القرآن

مفتی محمد شفیع صاحب۔ قدس سرّہ العزیز

سورۂ عادیات پہلی قسط

خلاصہ تفسیر: قسم ہے اُن گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر (پتھر پر) ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں، پھر صبح کے وقت تاخت تاراج کرتے ہیں پھر اُس وقت غبار اُڑاتے ہیں پھر اُس وقت (دُشمنوں کی) جماعت میں جا گھستے ہیں (مراد اس سے لڑائی کے گھوڑے ہیں، جہاد ہو یا غیر جہاد۔ عرب چونکہ حرب وضرب اور جنگ کے عادی تھے جس کے لئے گھوڑے پالتے تھے اُن کی مناسبت سے ان جنگی گھوڑوں کی قسم کھائی گئی آگے جواب قسم ہے کہ) بے شک (کافر) آدمی پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے اور اُس کو خود بھی اس کی خبر ہے (کبھی ابتداء ہی اور کبھی کچھ غور کے بعد اپنی ناشکری کا احساس کر لیتا ہے) اور وہ مال کی محبت میں بڑا مضبوط ہے (یہی اسکی ناشکری کا سبب ہے، آگے حُبّ مال اور ناشکری پر وعید ہے یعنی) کیا اُس کو وہ وقت معلوم نہیں جب زندہ کئے جاویں گے جتنے مُردہ قبروں میں ہیں اور ظاہر ہو جائے گا جو کچھ دلوں میں ہے بے شک اُن کا پروردگار اُن کے حال سے اُس روز پورا آگاہ ہے (اور مناسب جزا دے گا، حاصل یہ ہے کہ انسان کو اگر اُس وقت کی پوری خبر ہوتی اور آخرت کا حال مستحضر ہوتا تو اپنی ناشکری اور حُبّ مال سے باز آجاتا)۔

معارف ومسائل: سورۂ عادیات حضرت ابنِ مسعودؓ اور جابرؓ اور حسن بصریؒ، عکرمہؒ، کے نزدیک مکی اور ابن عباسؓ، انسؓ، امام مالکؒ، قتادہؒ کے نزدیک مدنی سورت ہے (قرطبی) اس سورت میں حق تعالیٰ نے جنگی گھوڑوں کے کچھ خاص حالات وصفات کا ذکر فرمایا اور ان کی قسم کھا کر یہ ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ یہ بات تو قرآن میں بار بار معلوم ہو چکی ہے کہ حق تعالیٰ کی خصوصیت ہے، مخلوقات میں سے مختلف چیزوں کی قسم کھا کر خاص واقعات اور احکام بیان فرماتے ہیں، یہ حق تعالیٰ کی خصوصیت ہے انسان کے لئے کسی مخلوق کی قسم کھانا جائز نہیں ہے اور قسم کھانے کا مقصد عام قسموں کی طرح اپنی بات کو محقق اور یقینی بتلانا ہے اور یہ بات بھی پہلے آچکی ہے کہ قرآن کریم جس چیز کی قسم کھا کر کوئی مضمون بیان فرماتا ہے تو اس چیز کو اُس مضمون کے ثبوت میں دخل ہوتا ہے اور یہ چیز گویا اُس مضمون کی شہادت دیتی ہے۔ یہاں جنگی گھوڑوں کی سخت خدمات کا ذکر گویا اس کی شہادت میں لایا گیا ہے کہ انسان ناشکرا ہے۔ تشریح اس کی یہ ہے کہ گھوڑوں کے اور خصوصاً جنگی گھوڑوں کے حالات پر نظر ڈالئے کہ وہ میدان جنگ میں اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر کیسی کیسی سخت خدمات انسان کے حکم واشارہ کے تابع ہر کر انجام دیتے ہیں۔//

اَدعِیۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

شیطان اور اسکے وسوسے دُور کرنے کی دُعاء

(۱) شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا (۲) اذان (۳) مسنون اذکار، قرآن کریم کی تلاوت۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جائے۔ اسی طرح جو چیزیں شیطان کو دُور کر دیتی ہیں ان میں صبح وشام کی دُعائیں، گھر میں داخل ہونے اور گھر سے باہر نکلنے کی دُعائیں، مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے باہر نکلنے کی دُعائیں اور دیگر تمام دُعائیں شامل ہیں جو شریعت مطہرہ سے ثابت ہیں، مثلاً سوتے وقت آیۃ الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں۔ اور جو شخص ایک سو دفعہ یہ دُعا پڑھتا ہے وہ پورا دِن شیطان سے محفوظ رہتا ہے، اسی طرح اذان بھی شیطان کو بھگاتی ہے۔ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ''
نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، نہیں کوئی شریک اُس کا، اسی کی بادشاہت ہے اور اُسی کیلئے سب تعریف ہے، اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔

(ابوداؤد:۵۰۷۷، مسلم حدیث:۴۸۹، بخاری:۶۰۸، ترمذی حدیث:۳۴۸۴، احمد:۴/۲۲۷)

ناپسندیدہ واقعہ یا بے بسی کی دُعاء

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے، جبکہ دونوں میں اچھائی موجود ہے، جو چیز تمہیں فائدہ پہنچا سکتی ہے اسے پہل کرنے کی کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، بے بس ہو کر نہ بیٹھو، اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچ جائے تو یہ نہ کہو ''اگر میں اس طرح کر لیتا تو اس طرح ہو جاتا'' کیونکہ ''اگر'' کا لفظ شیطان کو دخل اندازی کا موقعہ دیتا ہے بلکہ یہ کہو: ''قَدَّرَ اللّٰہُ وَمَاشَآءَ فَعَلَ'' (اللہ تعالیٰ نے مقدّر فرمایا اور اس نے جو چاہا کیا)۔ (مسلم حدیث:۲۶۶۴)

کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہیے

عام طور سے یہ جملہ لوگوں کی زبان پر آتا رہتا ہے کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہنا چاہیے، جس کا بظاہر مطلب یہی نکلتا ہے کہ جب ایک مرتبہ کسی شخص نے کلمہ لا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـــہُ پڑھ لیا تو اب چاہے وہ کسی طرح کا عقیدہ رکھے، قرآنی آیات واحادیث شریفہ میں من مانی تاویلات کرتا پھرے، مسلمان ہی رہے گا؟۔ حالانکہ اسلام وایمان مقررہ کئے ہوئے حدود ہیں، ان کو پھاندنے سے آدمی دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے، خواہ کتنا ہی کلمہ پڑھتا ہو۔

اسلئے اس غلط فہمی کو دور کرنے کیلئے ایمان وکفر کی حقیقت اسلامی شریعت کی روشنی میں بیان کی جارہی ہے، جس سے یہ بھی واضح ہوجائے گا کہ ایسا گروہ کافر زندیق ہے، خواہ وہ کلمہ طیبہ پڑھتا اور لکھتا رہے۔ ایمان کا جو لغوی معنیٰ ہے وہ یہ کہ کسی چیز کو ماننے کے ہیں اور کفر کے لغوی معنی انکار کرنے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں ایمان کا مطلب یہ ہے: ''ان تمام چیزوں کو سچا ماننا جن کو نبی کریم ﷺ لیکر آئے ہیں، اگرچہ وہ متواتر نہ ہوں اور آپ کے احکام کو لازم پکڑنا اور دین اسلام کے علاوہ ہر دین ومذہب سے برأت ظاہر کرنا'' (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۴۔ از علامہ انور شاہ کشمیریؒ) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ متواتر ایسی بات کو کہتے ہیں جس کے نقل کرنے والے حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے آج تک ہر زمانہ میں اتنے لوگ رہے ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا عادتاً ناممکن ہو، جیسے یہ کہ قرآن خداوند قدوس کی کتاب ہے۔ ایمان کی تعریف اسطرح بھی کی گئی جس میں حضور ﷺ نے فرمایا: ''وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مجھ پر اور اس چیز پر جس کو میں لے کر آیا ہوں، ایمان لائیں''۔ کفر چونکہ ایمان کی ضد ہے، لہٰذا شریعت کی اصطلاح میں کفر اس کو کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی لائی ہوئی چیزوں کا سرے سے انکار کردے یا بعض کو مانے مگر ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرے چاہے صاف صاف انکار کرے چاہے کچھ تاویل کرکے۔ ضروریاتِ دین سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کا محمد ﷺ کے دین سے ہونا یقیناً معلوم ہو، چاہے عوام کے ایک ایک شخص کو اور چاہے ان کو عوام کا ایک بڑا طبقہ جانتا ہو اور ایک بڑا طبقہ نہ جانتا ہو، مثلاً وحدانیت، نبوت، رسالت، ختم نبوت نیز نماز، روزہ، زکوٰۃ کا فرض ہونا، اور شراب، خنزیر، زنا وغیرہ کا حرام ہونا۔ ضروریاتِ دین کے مشہور اجماعی معنی کو چھوڑ کر ان کے نئے معنی بیان کرنے کو زندیقانہ تاویل کہتے ہیں، جس کا مقصد عقائد کفریہ پر عقائد کی ملمع سازی کرنا ہے، چنانچہ شرح مقاصد میں زندیق کی تعریف یہ کی گئی ہے: ''زندیق وہ شخص ہے جو متفقہ عقائد کفریہ کو چھپاتے ہوئے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کا اقرار کرنے کے ساتھ نیز شعائرِ اسلام بھی ظاہر کرتا ہو۔

زندیقانہ تاویل کی ایک مثال حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بیان فرمائی ہے: ''یا وہ شخص کہے کہ نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہوں لیکن اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی شخص کو نبی کے نام سے یاد نہیں کیا جاسکتا، اور نبوت کا مفہوم (کسی انسان کا اللہ کی طرف سے مخلوق کی جانب مبعوث کیا جانا جس کی اطاعت فرض ہو اور جو گناہوں سے اور اجتہادی معاملہ میں غلطی پر قائم رہنے سے محفوظ ہو) تو وہ حضور ﷺ کے بعد ائمہ رحمہم اللہ میں پایا جاتا ہے تو وہ زندیق ہے۔

اس تاویل باطل کا خلاصہ یہ ہوا کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کی اتباع کرکے کوئی شخص نبی بن سکتا ہے، یعنی مطلب یہ ہے کہ نبوت وہبی چیز نہیں ہے بلکہ کسبی چیز ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے بارے میں علم کلام کی بہت بڑی شخصیت علامہ سفارینی شرح عقائد سفارینی میں تحریر فرماتے ہیں: ''جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت عمل کرکے حاصل کی جاتی ہے وہ شخص زندیق ہے،...... اسلئے کہ اس کا کلام اور عقیدہ یہ ہوگیا کہ نبوت ابھی منقطع نہیں ہوئی حالانکہ یہ بات نص قرآنی اور احادیث متواترہ کے خلاف ہے، جن میں یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

دفتری طوالت کرنے والے افسران کیخلاف سخت کاروائی ہوگی: ناظم تعلیم

سرینگر// ڈائریکٹوریٹ آف سکول ایجوکیشن کشمیر کے کانفرنس ہال میں ایک جائزہ میٹنگ کا انعقاد کیا گیا جس میں کشمیر ڈویژن کے پانچ اضلاع کے چیف ایجوکیشن آفیسران اور ڈائریکٹوریٹ کے سینئر آفیسران نے شرکت کی۔ میٹنگ کی صدارت ڈائریکٹر اسکول ایجوکیشن کشمیر میر طارق علی نے کی۔ ڈائریکٹر سکول ایجوکیشن کشمیر نے محکمہ کے اہم مسائل حل کرنے کیلئے چیف ایجوکیشن آفیسران کو ضروری ہدایات دیے اور کہا کہ دفتری طوالت کی صورت میں ذمہ دار آفیسران کے خلاف سخت کاروائی کی جائے گی۔ میر طارق علی نے بتایا کہ ان کے قلیل دورانیہ میں اَب تک 397 رہبر تعلیم اَساتذہ کی ملازمت مستقل بنائی گئی جب کہ نائب وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر ہزاروں اَساتذہ اور لیکچررس کو ترقیوں سے نوازا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ورک کلچر کے معاملے پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا اور آفیسران کو مسائل نمٹانے میں قوائد وضوابط کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ انہوں نے سکولوں میں خالی پڑی اَسامیوں کی فوری نشاندہی کرنے کے ہدایات دئے تا کہ سٹاف کی قلت کو دُور کرکے درس وتدریس میں پیش آرہی رکاوٹوں کو دُور کیا جاسکے۔

علم نحو سیکھئے -18

مولانا محمد طاہر قاسمی۔ اُستاذ سواء السبیل

سوال: اسم متمکن کی اعراب کے قبول کرنے کے اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اسم متمکن کی اعراب کے قبول کرنے کے اعتبار سے سولہ قسمیں ہیں:

۱) مفرد منصرف صحیح جیسے رَجُلٌ
۲) مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح جیسے دَلْوٌ
۳) جمع مکسر منصرف جیسے مَسَاجِدُ
۴) جمع مؤنث سالم جیسے مُسْلِمَاتٌ
۵) غیر منصرف جیسے عُمَرُ
۶) اَسماءِ ستّہ مکبّرہ جیسے اَبٌ، اَخٌ، حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُومَالٍ
۷) تثنیہ جیسے رَجُلاَنِ
۸) معنیٰ تثنیہ جیسے کِلاَ کِلْتَ
۹) مُشَابِہ تثنیہ جیسے اِثْنَانِ اِثْنَتَانِ
۱۰) جمع مذکر سالم جیسے مُعَلِّمُونَ
۱۱) معنیٰ جمع جیسے اُلُو
۱۲) مشابہ جمع جیسے عِشْرُوْنَ، ثَلاَثُوْنَ، اَرْبَعُوْنَ، خَمْسُوْن۔
۱۳) اسم مقصور جیسے مُوسیٰ، عیسیٰ، یحییٰ
۱۴) غیر جمع مذکر سالم جبکہ مضاف ہو یائے متکلم کی طرف جیسے غُلاَمِیْ
۱۵) اِسم منقوص جیسے قَاضِیُ
۱۶) جمع مذکر سالم جبکہ مضاف ہو یائے متکلم کی طرف جیسے مُسْلِمِیَّ

سوال: مفرد منصرف صحیح کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ اسم ہے جس کے آخر میں (واوٗ، الف اور یاء) حروفِ علّت میں سے کوئی حرف نہ ہو، جیسے کِتَابٌ

سوال: جاری مجریٰ صحیح کسے کہتے ہیں؟

جواب: جاری مجریٰ صحیح وہ اسم ہے جس کے آخر میں واوٗ اور یاء ہوں اور اس کا ماقبل ساکن ہو، جسے ظَبْیٌ

سوال: جمع مکسر کسے کہتے ہیں؟

جواب: جمع مکسر وہ ہے جس میں واحد کا وَزن ٹوٹ جائے، جیسے رَجُـــلٌ سے رِجَالٌ۔ وغیرہ

OFFICE OF THE EXECUTIVE ENGINEER R&B DIVISION BUDGAM

NOTICE INVITING TENDERS

Abbreviated NIT No. 33/MBD/2818-38/e-tendering Dated: 27/5/2013

For and on behalf of the Governor of J&K State e-tenders (in two cover system) are invited on item rate basis from approved and eligible contractors Registered with J&K State Govt. CPWD, Railways and other State/Central Government for the following works:

1. Name of Work: P/L of 50mm thick compacted bituminous macadam and 25mm thick semidense carpet surfacing with 6mm thick seal coat (machine mix laid with paver) to Bugroo Khansahib Reyar Doodpathri road KM17th to 21th.

Est. Cost : Rs. 252.58 lacs incld. cost of tar. **E/Money:** Rs. 5,05,160/- **Class :** Regd. Hot Mix Plant onwer/AAY class with Hot mix plant **Time of Compl:** 30 days **Cost of T.D:** Rs. 5500/- **Major Head of A/C:** CRF **Date & time of Opening of Technical Bid:** 15-06-2013 at 11:00am

2. Name of Work: P/L of 50mm thick compacted bituminous macadam and 25mm thick semidense carpet surfacing with 6mm thick seal coat (machine mix laid with paver) to Bugroo Khansahib Reyar Doodpathri road KM13th to 16th.

Est. Cost : Rs. 240.50 lacs incld. cost of tar. **E/Money:** Rs. 4,81,100/- **Class :** Regd. Hot Mix Plant onwer/AAY class with Hot mix plant **Time of Compl:** 30 days **Cost of T.D:** Rs. 5500/- **Major Head of A/C:** CRF **Date & time of Opening of Technical Bid:** 15-06-2013 at 11:00am

Position of AAA/TS: AA Submitted **Position of Funds:** Demanded

1. The Bidding documents consisting of qualifying information, eligibility criteria, Drawings, bill of quantities (B.O.Q) terms and conditions of contract and other details can be seen/downlaoded from the departmental website: www.jktenders.gov.in as per schedule of dates given below:

1. Date of Issue of tender Notice: 27/5/2013 **2. Period of downloading of bidding documents:** From 28/5/2013 10:00am to 11/6/2013 4:00pm.
3. Date, Time and place of pre-bid meeting: 30/5/2013 at 11:00am in the office of the Chief Engineer PWD R&B Department Kashmir Srinagar.
4. Bid Submission start date: 31/5/2013 from 11:00 am. **5. Bid Submission end date:** 12/6/2013 upto 4:00pm.
6. Deadline for receiving the Hard copies (Original DD & EMD): 13/6/2013 upto 4pm. in the office of the Chief Engineer PWD R&B Department Kashmir Srinagar.
7. Date and Time of Opening of Technical Bids (online): 15/6/2013 at 11:00am in the office of the Chief Engineer PWD R&B Department Kashmir Srinagar.
8. Date and Time of Opening of bids (On line): To be notified after technical bid evaluation.

2. Bids must be accompanied with cost of Tender document in shape of demand draft in favour of Executive Engineer R&B Division Budgam (tender inviting authority). & E/money/Bid security in shape of CDR/FDR pledged to Chief Accounts officer PWD(R&B) Deptt. Kashmir Srinagar (Tender recivitng authority).
3. The date and time of opening of Bids shall be notified on web site www.jktenders.gov.in and conveyed to the bidders automatically through an e-mail message on their e-mail address. The bids of responsive bidders shall be opened online on same web site in the office of Superintending Engineer, PWD (R&B) Circle Sgr/Budgam (tender receiving authority). 4. The bids for the work shall remain valid for a period of 120 days fromd the date of opening of bids.
5. The earnest money shall be forfeited if:-
a) Any bidder/Tenderer withdraws his bid/tender during the period of bid validity or makes any modifications in the terms and conditions of the bid.
b) Failure of Successful bidder to furnish the required performance security within the specified time limit.
c) Failure of successful bidder to execute the agreement within 28 days after fixation of contract.

DIPK-2447
Dated: 30/05/2013

Executive Engineer
Muffasil R&B Division Budgam

www.khanqah.in

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: اگر شوہر بیوی کو حکم دے کہ میرا منع کیا ہوا کپڑا یا اور کوئی چیز اپنے استعمال میں نہیں لاسکتی ہو خواہ وہ جائز ہی کیوں نہ ہو، ایسی صورت میں عورت شوہر کی منع کی ہوئی چیز اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے استعمال کرے تو شرعی اعتبار سے اس کی کیا سزا ہے؟

جواب: وباللہ التوفیق۔ کچھ باتیں وہ ہیں جن کا شریعت میں کرنا ضروری ہے، جیسے نماز پڑھنا، پردہ کرنا، شوہر کی ذمہ داری ہے کہ اگر بیوی کو غافل دیکھے تو وہ ان کے بارے میں کرنے کا حکم دے اور بیوی پر واجب ہے کہ شوہر کا کہا مانے، کچھ باتیں وہ ہیں جن سے شریعت میں منع کیا گیا ہے، جیسے غیبت کرنا، بے پردہ رہنا، اگر بیوی غفلت کرتی ہو تو شوہر کا فریضہ ہے کہ بیوی کو اس سے منع کرے اور بیوی کا فریضہ ہے کہ وہ ان باتوں سے باز رہے، بلکہ ان دونوں طرح کے عمل میں اگر شوہر کی طرف سے غفلت پائی جائے تو بیوی کو بھی حق حاصل ہے، کہ شوہر کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے متوجہ کرے، تیسری قسم کے افعال وہ ہیں جن کو ''مباح'' کہا جاتا ہے، یعنی ان کا کرنا بھی جائز ہے اور نہ کرنا بھی، شوہر کو چاہیے کہ ایسی چیزوں میں اپنی مرضی بیوی پر تھوپنے کی کوشش نہ کرے، شوہر کے مقام کو ظاہر ہے کہ اللہ کے رسول کے مقام سے کوئی نسبت نہیں، لیکن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک صحابیہ سے فرمایا کہ اگر تم فلاں رشتہ کو برقرار رکھتیں تو بہت اچھا ہوتا، ان خاتون نے دریافت کیا کہ یہ آپ کا حکم ہے یا سفارش؟ چوں کہ یہ ان کا حق تھا، اسلئے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں حکم نہیں دے سکتا، صحابیہ نے عرض کیا کہ پھر تو میں اسے قبول نہیں کرسکتی، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید اصرار نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جائز باتوں میں اپنی پسند پر دوسروں کو مجبور نہیں فرماتے تھے، لہٰذا شوہر کا یہ رویہ نہیں ہونا چاہیے کہ جس بات کی شریعت میں اجازت دی گئی ہے، وہ اس سے بھی بیوی کو منع کرے اور اپنی رائے پر اصرار کرے، البتہ ازدواجی زندگی ایک دوسرے کی رعایت ہی کے ذریعہ خوشگوار ہوسکتی ہے، اسلئے بیوی کیلئے بہتر بات یہ ہے کہ وہ شوہر کے جذبات کو ملحوظ رکھے۔ سزا کا اس سے کوئی تعلق نہیں، سزا کا تعلق حقوق کے ادا نہ کرنے سے ہے، اگر شوہر بیوی کا حق ادا نہ کرے تو وہ دُنیا وآخرت دونوں جگہ سزا کا مستحق ہے، اور بیوی شوہر کا حق ادا نہ کرے تو وہ سزا کی مستحق ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ دُونوں کے ایک دوسرے پر یکساں حقوق ہیں، یعنی حقوق کی ادائیگی اور حق تلفی سے اجتناب کا حکم دونوں کیلئے یکساں طور پر ہے۔' (البقرہ:۲۲۸)۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

تمباکو کی خرید و فروخت

سوال: سگریٹ، گٹکہ، تمباکو کی فروختگی کہاں تک دُرست ہے؟

جواب: وباللہ التوفیق۔ شریعت اسلامی سراپا رحمت اور سلامتی ہے، اس لئے اس میں ایسی چیزوں کے استعمال سے منع کیا گیا ہے جو انسان کیلئے دینی یا دنیوی اعتبار سے نقصان دہ ہو، اسی لئے تمباکو، جو خالص بھی استعمال کیا جاتا ہے اور جو سگریٹ، بیڑی اور گٹکہ کا بھی بنیادی جزو ہوتا ہے۔ کو بعض علماء نے حرام اور بعض نے مکروہ یعنی قریب بہ ناجائز قرار دیا ہے۔ "فيفهم منه حكم النبات الذى شاع فى زماننا المسمى بالتتن فتنبه وقلد كرهه الشيخ عمادي الخ" (مراقی الفلاح مع الطحطاوی، باب مايفسدبه الصوم: جلد ۱ / ۲۶۴) اور جس چیز کا خود استعمال کرنا مکروہ ہو اس کا خریدنا اور بیچنا بھی مکروہ ہے، کیونکہ یہ مکروہ کام میں تعاون ہے، اسلئے ان چیزوں کا فروخت کرنا درست نہیں ہے، موجودہ عہد کے فقہاء نے ایسی کمپنی کے شیئر خریدنے اور بیچنے کو بھی ناجائز قرار دیا ہے، جو تمباکو کی اَشیاء تیار کرتی ہوں۔ فقط و الله اعلم بالصواب

ہوم لون کی جائز اور ناجائز صورت

سوال: آج کل بینک اور فائنانس کمپنیاں ہوم لون اور وہیکل لون جاری کرتی ہیں، اور اس پر زائد رقم وصول کرتی ہیں کیا یہ صورت ناجائز ہوگی؟ کیا اس کو اس طرح نہیں سوچا جاسکتا کہ بینک مکان یا گاڑی خرید کر اپنا نفع رکھ کر اسے فروخت کررہا ہے؟

ہوم لون کی جائز اور ناجائز صورت

از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب۔ مدظلہ العالی

جواب: وباللہ التوفیق۔ بینک یا کوئی کمپنی اگر مکان اور گاڑی کیلئے قرض فراہم کرتی ہے اور دی ہوئی رقم سے زیادہ بطور سود کے وصول کرتی ہے تو یہ یقینی طور پر سود میں داخل ہے، کیونکہ یہاں پیسوں کا تبادلہ پیسوں سے ہورہا ہے اور ایسی صورت میں کسی ایک فریق کی طرف سے زائد ادائیگی سود کے دائرہ میں آجاتی ہے، اگر بینک خود مکان یا گاڑی کو خرید لے اور اس پر قبضہ حاصل کرلے، پھر اسے نفع کے ساتھ ایک متعین قیمت پر فروخت کردے تو یہ صورت جائز ہوگی، اس کو شریعت کی اصطلاح میں ''مرابحہ'' کہتے ہیں، یعنی کسی چیز کو خرید کر زیادہ قیمت میں فروخت کردینا، کیوں کہ اس میں رقم کا تبادلہ سامان سے ہوتا ہے، البتہ ضروری ہے کہ اگر اُدھار خرید و فروخت ہو تو قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر قیمت میں اضافہ کی شرط نہ لگائی جائے، اسلامی مالیاتی ادارے اسی طریقہ کار کے ذریعہ مکان اور دوسری اَشیاء فراہم کرتے ہیں، مگر افسوس کہ ہندوستان کے بینکنگ قانون میں ابھی براہِ راست تجارت کی گنجائش نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

میڈیکل انشورنس

سوال: میڈیکل انشورنس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: وباللہ التوفیق۔ میڈیکل انشورنس کے بارے میں بعض اہل علم کی رائے جائز ہونے کی ہے؛ کیوں کہ اس میں اگر آدمی کے بیمار ہونے کی نوبت نہ آئے تو کوئی رقم نہیں ملتی، اس طرح اس میں سود نہیں پایا جاتا، لیکن اکثر علماء کی رائے میں میڈیکل انشورنس میں بھی قمار کی کیفیت پائی جاتی ہے؛ کیوں کہ یہ بھی ممکن ہے کہ جو رقم انشورنس لینے والے نے جمع کرائی ہے وہ بھی ڈوب جائے اور اگر وہ واقعی بیمار پڑجائے تو جمع کردہ رقم سے کہیں زیادہ رقم اس پر خرچ ہو۔ تاہم مغربی ملکوں میں علاج کے گراں ہونے اور قانوناً میڈیکل انشورنس کے لازم ہونے کی وجہ سے علماء نے اس کے درست ہونے کا فتویٰ دیا ہے، ہندوستان میں بھی سرکاری ہاسپٹلوں کے زوال، کارپوریٹ ہاسپٹلوں کے عروج، ڈاکٹروں کی کمیشن خوری اور عالمی تجارتی معاہدات کے سبب داوؤں کے گراں ہونے کی وجہ سے نہ صرف خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں، بلکہ درمیانی معاشی معیار کے حامل لوگوں کیلئے بھی خطرناک بیماریوں کا علاج دُشوار ہوگیا ہے، ان حالات میں اگر گورنمنٹ کی طرف سے قانوناً انشورنس کرانا لازم ہو، یا وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جو اَسباب کے درجے میں کسی خطرناک اور گراں علاج بیماری کا سبب بن سکتی ہے، جیسے شوگر یا بی پی وغیرہ اور اس کی معاشی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ مقروض ہوئے بغیر اپنا علاج کراسکے تو اس کیلئے میڈیکل انشورنس کرانے کی گنجائش ہے، اور جو لوگ اس صورتحال سے دوچار نہ ہوں، ان کیلئے میڈیکل انشورنس کرانا اور اس سے فائدہ اُٹھانا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

قرعہ اندازی اور قمار

سوال: کیا قرعہ اندازی بذاتِ خود قمار میں شامل نہیں ہے؟

جواب: وباللہ التوفیق۔ قرعہ اندازی کی مختلف صورتیں ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ مختلف لوگوں سے پیسے لئے جائیں اور قرعہ اندازی کی جائے، قرعہ میں جس کا نام نکل جائے صرف اسکو وہ شئ حوالہ کی جائے اور دوسروں کو کچھ نہ ملے تو یہ قمار ہونے کی وجہ سے قطعاً ناجائز ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ مختلف لوگوں سے یکساں رقم لی جائے، لیکن دی جانے والی شئ متعین نہ ہو، قرعہ میں جس کے نام پر جو چیز نکل آئے، اسے وہ چیز دے دی جائے، یہ شکل ابتدائی صورت میں جائز نہیں، کیوں کہ اس میں فروخت کی جانے والی شئ متعین نہیں ہوتی، لیکن جب قرعہ اندازی میں کسی کے نام پر کوئی چیز نکل آئے وہ اسے حوالہ کردی جائے اور وہ شخص اسے قبول کرلے تو اَب یہ معاملہ دُرست ہوجائے گا، کیوں کہ اَب اس شئ پر اس کی رضامندی ظاہر ہوگئی، اور مختلف ایسے معاملات ہیں جو ابتداء درست نہیں ہوتے، لیکن انتہاء درست ہوجاتے ہیں، تیسری صورت یہ ہے کہ ہر شخص کو اس خرید کی ہوئی چیز مل جائے، لیکن بیچنے والی کمپنی یا دُکان بعض خریداروں کو قرعہ اندازی کے ذریعہ اپنی طرف سے انعام دے، یہ صورت قمار کی نہیں ہے، انعام کی ہے اور انعام میں حلال چیز دی جائے تو اس کا قبول کرنا دُرست ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

بینک اور انشورنس کے بارے میں اجتھاد

سوال: جہاں ایک غیر مسلم ملک میں قانونِ شریعت کی جگہ ایک دوسرا اقتصادی نظام مروّج ہو، کیا وہاں بینک کے سود پر، انشورنس پر ہمارے علماء ومفتیان کرام اَولین علماء کی طرح اجتہاد نہیں کرسکتے ہیں؟ جیسے امام محمدؒ، امام ابو یوسفؒ وغیرہ نے کیا تھا؟

جواب: وباللہ التوفیق۔ دو باتیں اصولی طور پر پیش نظر رکھنی ضروری ہیں، ایک یہ ہے کہ اجتہاد اُنہیں مسائل میں ہوسکتا ہے جو اجتہاد کا محل ہوں اور جن میں شرعاً اجتہاد کی گنجائش ہو، جو احکام قرآن وحدیث کی یقینی دلیلوں سے ثابت ہوں، ان میں اجتہاد کی گنجائش نہیں، جن کے بارے میں قرآن وحدیث کی صراحت موجود نہیں ہوتی اور فقہاء اور اجتہاد وقیاس کے ذریعے رائے قائم کرتے ہیں، صرف انہیں مسائل میں اجتہاد کی گنجائش ہوتی ہے، سود اور قمار کی حرمت قرآن مجید اور واضح حدیثوں سے ثابت ہے، اس لئے اس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں، دوسرا قابل توجہ اصول یہ ہے کہ کچھ احکام میں مسلم اور غیر مسلم ملکوں کے درمیان یقیناً فرق کیا گیا ہے، یہ دراصل وہ اجتماعی قوانین ہیں جن کا نفاذ حکومتوں کے ذریعے ہوتا ہے، جیسے شرعی سزائیں اور قصاص وغیرہ، عائلی مسائل جیسے نکاح وطلاق اور مالیاتی مسائل جیسے قانونِ تجارت ان احکام میں سے ہیں جن کے مخاطب پوری دُنیا کے مسلمان ہیں، خواہ وہ کسی ملک میں ہوں، یا غیر مسلم ملک میں؛ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دارالحرب کے باشندوں پر بعض مالیاتی قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا، لیکن دارالحرب سے مراد وہ ممالک ہیں جہاں مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل نہ ہو، جمہوری ممالک دارالحرب نہیں، جیسے ہندوستان ہے کہ یہاں تو ہمیں بہت مسلم ملکوں سے بھی بڑھ کر مذہبی حقوق حاصل ہیں، اور جہاں تک غیر اسلامی اقتصادی نظام کی بات ہے تو یہ تو اکثر مسلم ممالک میں بھی مروّج ہے، ایسے غیر شرعی رواج کی وجہ سے مسلمانوں کیلئے حرام کو حلال کرلیا جائے تو سارے حرام حلال قرار پائیں گے اور شریعت کی اطاعت بے معنی ہوکر رہ جائے گی، یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ حیلہ کا مقصد حرام کو حلال کرنا نہیں ہے؛ بلکہ حرام سے بچانے کا راستہ تلاش کرنا اور حلال متبادل پیش کرنا ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

نوٹ: اس شمارے میں شاملِ اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ ادارہ

www.khanqah.in

بقیہ: واقعۂ معراج

مَرحَبَا! سَیّدِ مَکّی مَدَنیُّ الْعَرَبِی
دل وجان بادفدایت چہ عجب خوش لقبی

۲) بروایتِ مفسر کبیر حضرت امام رازیؒ: شب وصل ولقاء یعنی معراج کی رات میں حضرت اللہ جلّ مجدہٗ نے پوچھا: اے محمدؐ! آپ کو اپنے لئے کون سا لقب سب سے زیادہ پسندیدہ ہے تو نبی آخرالزماں صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عرض کیا: آپ کا عبد ہونا، مجھے سب سے زیادہ پسند ہے تو اسی پسندیدگی محبوب کی بنا پر آیتِ اسراء نازل ہوئی۔ (سیرۃ المصطفیٰ جلد۱)

۳) بِعَبْدِہٖ کہنے میں امت اور بندوں پر حضرت حق جلّ مجدہٗ کے عظیم احسان وانعام کا اظہار ہے کہ امت اور بندے کہیں اتنے عظیم منصب پر فائز ہونے کی صورت میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خدا نہ سمجھیں یا خدائی معاملات میں دخیل وشریک نہ سمجھیں جیسا کہ نصاریٰ، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السّلام سے مافوق العادات اُمور خارقہ عجیبہ کے صادر ہونے کی صورت میں حضرت اللہ جلّ مجدہٗ اور حضرت عیسیٰؑ کے حق میں سخت گستاخی کے مرتکب ہوئے کہیں ان ہی کو خدا کہا یا خدا کا بیٹا کہا یا خدائی اوصاف میں اُنھیں شریک جانا۔ نعوذ باللہ العظیم من الشرک الظلم العظیم۔ بہرحال آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے باوصف بندے ہی ہیں خدا نہیں ہیں۔ رسول ونبی ہیں، چنانچہ کلمہ شہادت میں وصف عبدیت کو تاکیداً بار بار مقدم کر کے اس کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ ورسولُہٗ (صلّی اللہ علیہ وسلّم)

توحید کی اَمانت سینوں میں ہمارے
آسان نہیں مٹانا نام ونشان ہمارا

۴) اس موقعہ پر سیدنا حیدر کرار شیر جبار علی مرتضیٰ خلیفہ چہارم یار باصفا وباوفا کا قول یاد آرہا ہے: ''اَلْجَاهِلُ اِمَّا مُفْرِطٌ اَوْ مُفَرِّطٌ'' کہ جاہل کبھی اعتدال پر نہیں رہتا وہ لازمی طور پر افراط وتفریط کا شکار ہو جاتا ہے کبھی وہ نبی کو بالکل اپنا جیسا سمجھتا ہے۔ اس طرح صاحب نبوت میں بشری کمزوریوں کو ڈھونڈتا ہے اور سخت گستاخی کا مرتکب بن جاتا ہے اور کبھی اس کو خدا ہی سمجھ بیٹھتا ہے مختار مطلق اسی کو جانتا ہے اس طرح حضرت اللہ کی شانِ رفیع میں بے اَدبی کرتا رہتا ہے یقیناً یہ دونوں طبقے گمراہ ہیں۔ جبکہ راہِ اعتدال یہ ہے کہ عقیدۂ توحید راسخ ہو، عظمت رسالت پیش نظر ہو اور احترام اولیاء وصلحاء ملحوظ خاطر رہے۔

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا کَالْبَشَرِ
یَاقُوْتُ حَجَرٌ لَا کَالْحَجَرِ

یعنی سیدنا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم تو انسان ہی ہیں مگر عام انسانوں کی طرح نہیں ہیں جس طرح یاقوت تو ایک پتھر ہی ہے مگر عام پتھروں کی طرح نہیں ہے۔ ع ''گر فرقِ مراتب نہ کنی زندیقی''

۵) مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر نص صریح سے ثابت ہے اس کا انکار کرنا کفر صریح ہے پھر سدرۃ المنتہیٰ تک کا سفر اشارۃ النص اور احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اس کا انکار کرنا گناہِ عظیم ہے پھر اسے آگے کا سفر اخبار آحاد سے ثابت ہے جس کا انکار کرنا بدعت اور جرم ہے۔ (خلاصہ مفہوم از شرح عقائد، عقیدۃ الطحاوی مع حواشی)

دوچشم نرگسینش را کہ مَازَاغَ الْبَصَر خوانند
دُوزُلف عنبر ینش را کہ واللّیل اذا یَغْشیٰ

ڑ) سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جبرئیل کو دوسری مرتبہ اپنی اَصلی شکل وصورت میں دیکھا بس یہاں آکر سید الملائکہ کی پرواز کی انتہا ہوگئی اور حضرت سید الانبیاء والرُسل صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پرواز شروع ہوئی۔ یاد رہے بالکل ابتدائے وحی میں نبی کریم نے حضرت جبرئیل کو اپنی اصلی شکل میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا

بدوگفت سالارِ بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برترخرام
بگفتا فراتر مجالم نماند
بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یک سرموئے برترپرم
فروغ تجلی سوزد پرم

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے کا سفر مبارک بذریعہ رَفْرَف ہوا یعنی سبز مخملی جنتی شاہی تخت کے ذریعہ ہوا، جس کی کیفیت مالک دوجہاں خدائے علّام الغیوب ہی جانتے ہیں، براق بجلی کی سی تیز رفتار سواری فی سیکنڈ لاکھوں میل کا سفر طے کرنے والی ایک مخصوص جنتی سواری برائے انبیائے کرام بالخصوص حضرت خیر اَنام صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاں اسکا اگلا قدم پڑتا تھا وہاں اسکی نگاہ پڑتی تھی۔ (جلالین) فزیکس (طبعیات) میں سب سے زیادہ تیز رفتار بجلی اور روشنی کو بتایا گیا ہے۔ یہ جانور خچر سے قدرے چھوٹا گدھے سے قدرے بڑا ابرنگ سفید۔ (جلالین شریف)

اللہ ! اللہ! یہ کیسا سفر ہے آج کی رات
فرش سے عرش پہ جاتا ہے بشر آج کی رات

۶) یوں تو ہر نبی ورسول کو معراج کی نعمت سے سرفراز کیا گیا تاہم ہر ایک کی شانِ معراج الگ الگ تھی چنانچہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی معراج کوہِ طور پر اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی دوسرے آسمان کی طرف بَجَسَدِہٖ وبِرُوحِہٖ (صحیح حالت حیات میں) ہوئی مگر ہمارے سب سے بڑے اور نرالی شان والے آقائے ہاشمی کی معراج عرشِ بریں تک ہوئی

موسیٰ بطور رفقت، عیسیٰ بآسمان
معراجِ عرش خاص کمالِ محمدست

۷) ساتوں آسمانوں میں مختلف حضرات انبیائے کرامؑ مثلاً حضرت آدم، حضرت یوسف، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السّلام) کے ساتھ ملاقات کرنے میں یہ ربّانی راز تھا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھی وہ سارے حالات پیش آئے جو اُن انبیائے کرام کو اپنے اپنے زمانوں میں پیش آئے تھے۔ نیز اس طرف بھی لطیف اشارہ تھا کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ان تمام انبیائے کرام کے جداجُدا امتیازات واختصاصات کے تنِ تنہا حامل ہوں گے

خوابِ جلوہ نما ہوں جو حضورِ اقدس
اے ذکا عید کی ہو جائے سحر آج کی رات

۸) سیرت طیبہ کے اکثر وبیشتر اہم واقعات پیر کے دن یا اسکی رات میں پیش آئے مثلاً ولادت طیبہ، وصال شریف، ابتداء وحی، ہجرت اور یہ واقعہ معراج جو پیر کی رات کو ۲۷/رجب ۱۱ھ نبوی بعمر مبارک ۵۱/سال ۹/ماہ مطابق ۲۲/مارچ ۶۱۹ء کو پیش آیا

فرش سے عرش تک دھوم مچی ملائک میں
زینتِ عرش معلّی ہے بشر آج کی رات

ایک اہم مگر دلچسپ بحث

تمام اہل اسلام کا اس بات پر قرآن کریم اور حدیث شریف کی روشنی میں اتفاق ہے کہ اہل جنت کو جنت میں حضرت حق جلّ مجدہٗ کا دیدار ہوگا البتہ دنیا میں بحالت بیداری یہ دیدارِ الٰہی کسی کیلئے ثابت نہیں ہے اگرچہ ممکن ہے مگر واقع نہیں ہے۔ (خلاصہ مفہوم از عقیدۃ الطحاوی اور شرح عقائد مع حواشی)

جہاں تک شب معراج میں نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دیدار الٰہی سے مشرف ہونے کا تعلق ہے اکثر صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ اسکے وقوع کے قائل ہیں اور یہی نظریہ زیادہ قوی ہے اور دلائل کے اعتبار سے بھی زیادہ راجح ہے۔ (سیرۃ المصطفیٰ جلد۱) البتہ دیدار الٰہی کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل، از لدھیانویؒ) یہاں ہم راجح مذہب کے دلائل کا اختصار کے ساتھ خلاصہ نقل کرتے ہیں اگرچہ حق دونوں جانب ہے، نقلاً ثابت ہے مثلاً:

۱) دوبار حضرت حق جلّ مجدہٗ کا دیدار ہوا ایک بار قلب مبارک سے اور ایک بار چشم مبارک سے۔ (طبرانی بروایت حضرت ابن عباسؓ)

۲) میں نے اپنے پروردار کو آنکھوں سے دیکھا۔ (مستدرک حاکم، عن ابن عباسؓ)

۳) میں نے نور اعظم کو دیکھا۔ (ترمذی عن ابن عباسؓ)

۴) نبی کریمؐ سے دیدارِ الٰہی کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب ارشاد فرمایا گیا وہ سراسر نور ہے میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ (مسلم بروایت حضرت ابوذرؓ)

۵) نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شب معراج میں دیدار الٰہی ہوا۔ (تفسیر جمل علی تفسیر جلالین)

۶) دس بار زیارت مولیٰ ہوئی شب معراج میں۔ (تفسیر صاوی)

۷) امام العصر حضرت علّامہ کشمیریؒ بھی چشم مبارک سے دیدارِ الٰہی کے قائل ہیں۔

عقلاً بھی ثابت ھے:

۱) واقعہ معراج از اول تا آخر سراسر معجزۂ عظیمہ ہے دیدارِ الٰہی بھی اسی قبیل سے ہے کیونکہ جس روایت میں زیارت کا انکار ہے وہ عالم دُنیا سے تعلق ہے ہمارے پیارے آقا صلّی اللہ علیہ وسلّم عالم لاہوت سے بھی آگے عالم ملکوت پھر وہاں سے بھی آگے عالم ایوانِ قدرت میں تشریف فرما تھے، وہاں دیدارِ الٰہی ہوا۔

۲) ربّ کریم نے بہت ہی اہتمام کے ساتھ فرشتوں کے جلو میں بہترین انتظامات کے ساتھ بلوایا، ساری کائنات کی گردش کو معطل فرمایا، عالم افلاک کو استقبال میں رکھا گیا۔ تمام مناظرِ قدرت وعجائب ملکوت اور شواہد حکمت دکھلائے گئے۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السّلام سے ملاقات وتعارف کرایا گیا۔ الغرض تمام طرح کے انعامات واحسانات سے خوب نوازش کی گئی لیکن اپنے جمال جہاں آرا کی زیارت نہ کرائے اور بغیر دیدارِ الٰہی کے واپسی ہو؟ عقل کو تسلیم کرنے میں بہت ہی زیادہ تامّل ہے، اسکی مثال یوں ہے کہ ایک بڑے آدمی نے اپنے بہترین دوست کو گھر آنے کی دعوت دی، سواری بھی بجھوائی اپنے خاص آدمیوں کو لانے کیلئے بجھوا دیئے، تمام طرح کے لوازم ضیافت سے اس کو نوازا، استقبال کیلئے اپنی تازہ دم فوج تیار رکھے اور انہیں کڑی نگرانی کا حکم ملے، اپنا گھر بار اور اہل وعیال سب کچھ دکھلایا مگر اپنی ملاقات (روبہ رو اور دوبہ دو) نہ کرائے؟ جہاں تک باطنی طور دیدارِ الٰہی کا تعلق ہے وہ تو ہر وقت میسّر تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

قابَ قوسَین کی جلووں سے مجلّٰی آنکھیں
اس پہ ہے سُرمہ مازَاغَ البصَرُ آج کی رات

SIR COMPUTERS & WORLD COMMUNICATION

Deals with:
HP/Compaq, Epson, Fujifilm, Intex, Beetel, ProDot, Digisol, Odyssey, Aoc, Canon

....

Dangerpora Near Masjid Shareef
Islamabad Kashmir
Contact No's: 9419412525,
E-mail: sircomputers@ymail.com

بقیہ: معراج النبی ﷺ............

ابوجہل اور ابولہب کے شکوک وشبہات چودہ سو برس کی بات ہے جب کہ دنیا نے نہ ریل گاڑیاں دیکھی تھیں نہ ہوائی جہاز، نہ ایٹم کی طاقت سے واقف تھی اور نہ بجلی کی کرامتوں سے، لیکن تعجب تو ان پر ہے جو آج انیسویں صدی میں ان تمام طاقتوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد معراج میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسلام میں بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے عقل کے استعمال کی بالکل اجازت نہیں دی گئی ہے، چنانچہ ان حضرات کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو ہر ہر چیز کو عقل کی کسوٹی پر کسنے کے عادی ہیں حالانکہ شریعت اسلامیہ نے ان کو یہ حق بالکل نہیں دیا کہ وہ اس وجہ سے معراج یا اس جیسی کسی ضروریاتِ دین میں کسی چیز کا انکار کریں یا عقل کی ترازو میں تولنے کی کوشش کریں۔ معراج کے سلسلہ میں اوپر قرآن وحدیث سے دلائل کافی مقدار میں تحریر کردیئے گئے ہیں مگر ایک طبقہ کیلئے احادیث وآیات کا ذخیرہ کافی نہیں ہے، کیونکہ ان کی نظر میں عقل ہی سب کچھ ہے حالانکہ اس ترقی یافتہ دَور میں معراج پر علقی دلائل کا اشکال خود بخود ختم ہوجاتا ہے مگر غور وفکر شرط ہے اسلئے آیئے دیکھیں عقل معراج کے بارے میں کیا فیصلہ کرتی ہے؟

آج دُنیا اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہوچکی ہے کہ لطیف کی طاقت کثیف سے کہیں زیادہ ہوتی ہے ہم نے دیکھا اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں من کا بوجھ وہ اسٹیم کھینچ کرلے جاتی ہے جو انجن کے ایک گوشے میں بند ہوتی ہے، برق کی وہ غیر محسوس طاقت جس کو ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے تاروں کی نہایت پتلی نالیوں سے گزر کر وہ کام کرتی ہے جو ہزاروں گھوڑے مل کر نہیں کرسکتے تو کیا ان عجیب وغریب طاقتوں کے مشاہدہ کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے یا رحمۃ للعالمین کے عروج فرمانے اور پھر تھوڑے سے وقفہ ہی میں واپس تشریف لے آنے پر شک کیا جاسکتا ہے؟

سائنسدانوں کا ماننا ہے اور مشاہدہ شاہد ہے کہ کثافت کے مقابلہ میں لطافت زیادہ طاقتور ہے تو اس صورت میں روح کے بالمقابل زیادہ طاقتور ہوئی کیونکہ روح مادہ سے پاک اور سراسر لطیف ہے اسلئے روح کی طاقت برق واسٹیم کی طاقت سے بدرجہا زیادہ ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ برق ایک منٹ میں کرۂ ارض کے گرد پانچ سو مرتبہ چکر کاٹ سکتی ہے تو اس صورت میں روح کی سرعت کس قدر ہوگی اس کا اندازہ ناممکن ہے۔

پھر جس طرح گاڑی کا ہزاروں من وزن تھوڑی سی اسٹیم کے تابع ہوجاتا ہے تو عقل کو شک وتردد نہ کرنا چاہیے کہ انسان کا بدن اس کی روح کیلئے تابع ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس نے روحانی چیزوں میں مہارت حاصل کرلی ہو، اس کی مثال سید الکونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معراج ہے، روح مقدس پوری طاقت سے کارفرما تھی اور جسد مبارک اس کے تابع تھا لیکن دُنیا چونکہ اس تجربے سے ناآشنا تھی اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ سفر نوع انسانی کے لئے ایک امتحان بن گیا چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ''وماجعلنا الرؤیا التی ارینٰک الافتنۃ للناس'' وہ مشاہد جو ہم نے تم کو کرایا اس کا مقصد لوگوں کی آزمائش تھا اور جہاں تک آپ کی روحانی قوت کا تعلق ہے تو وہ ہماری طرح کثافت کا پتلا اور روحانیت سے محروم تھے بلکہ ایک ایسی کامل واعلیٰ ہستی تھے جو اپنی روحانیت میں تمام دنیا کے کامل ترین انسانوں سے اعلیٰ تر تھے وہ بے شک انسان تھے مگر ان کے خالق نے ان کو گناہوں سے معصوم رکھا تھا جسکے روحانی ملکات نے یہاں تک قوت حاصل کرلی تھی کہ کھانے پینے سے بڑی حد تک مستغنی ہوگئے تھے چنانچہ مسلمانوں کیلئے افطار کے بغیر دو تین روزہ کا مسلسل روزہ رکھنا ممنوع ہے مگر روحانیت کے سب سے بڑے سردار کی حالت یہ تھی کہ تین تین چار چار یوم کا روزہ رکھتے اور یہ ارشاد فرماتے میرا اللہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم چونکہ خاتم الانبیاء تھے اسلئے خداوند قدوس نے انبیاء سابقین کے اندر جتنے کمالات ومعجزات رکھے تھے، وہ سب کے سب دامن رسالت میں پرو دیئے، حضرت عیسیٰ علیہ السَّلام نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر دم کے دم میں تمام دنیا کو دیکھا تو اگر فخر مسیحا بشارت عیسیٰ نے عالم ناسوت ولاہوت کی سیر چند لمحوں میں کرلی تو کون سی بعید از عقل بات ہے؟

حضرت سلیمان علیہ السّلام ہوا میں سیر کیا کرتے تھے تو اگر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم براق پر سوار ہوکر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک گئے تو کیا محال ہے؟ حضرت موسیٰ کی چھڑی سے پتھر ٹوٹ گئی، حضرت داؤد کے ہاتھ میں لوہا موہوم ہوگیا تو اگر معراج کی شب آسمان شق ہوگئے تو عین حق ہے، حضرت ابراہیم پر نمرود کا آتش کدہ رشک گلستان بن گیا اور اپنا آتشیں اثر نہ دکھا سکا تو اگر دُعائے خلیلؑ کو کرۂ نار ضرور نہ پہنچا سکا تو تعجب کی بات کیا ہے؟ کیونکہ جسکے صدقے میں خلیل اللہ کیلئے آگ کی چنگاریاں پھول بن گئیں اسکو آگ کا طبقہ کس طرح متاثر کرسکتا ہے؟ حضرت موسیٰ کوہ طور پر اللہ سے باتیں کیا کرتے تھے اور لوح توارۃ ان کو وہیں سے ملی تو اگر سیاح لامکان نے قاب قوسین اَو اَدنیٰ کے مقام انتہا کو طے فرما کر خدا سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟

شیخ العرب والعجم مولانا حکیم محمد اختر صاحبؒ

انتقال کر گئے۔ دار العلوم سواء السبیل کا اظہارِ تعزیت

سرینگر// پاکستان کراچی کے رہنے والے اور پوری دُنیا میں مشہور ومعروف روحانی بزرگ، شیخ العرب والعجم، عارف باللہ، محی السّنہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب 2/جون 2013 بروزِ اتوار شام 7:40 منٹ پر اس دُنیا سے انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اس کی اطلاع سنتے ہی دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کے جملہ عاملین وطالبین پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی، کہ شاید یہ دُنیا ایسے روحانی فرشتہ صفات بزرگوں سے محروم ہورہی ہے۔ پھر فوراً پورے مدرسہ سواء السبیل میں اُن کیلئے خاص ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا جن کا اُنہوں نے اپنی وصایا میں ایک خاص وصیت کی تھی۔ حضرت مولانا حکیم اختر صاحبؒ وہ مُرشد تھے جنہوں نے دُنیا بھر میں مسلمانوں کو اپنی تصانیف اور بیانات سے فیض یاب فرمایا، یہ وہ حکیم صاحب ہیں جو موجودہ دور کے مناظر اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کے پیرومُرشد ہیں۔ حضرت حکیم صاحب کی عمر مبارک نوّے (90) سال سے زائد تھی۔

شر سے مجتنب رہو، راہِ خیر اختیار کرو

حضرت قطبِ ربانی شیخ عبد القادر جیلانی۔ رحمۃ اللہ علیہ

''اگرچہ خیر اور شر دونوں اس دنیا میں موجود ہیں اور انسان کے کردار اور عمل میں ان دونوں چیزوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے لیکن متعدد آیات کلام اللہ کے پیش نظر تمام عوامل خیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور تمام عوامل شر ابلیس اور نفسِ انسانی کے پیدا کردہ ہیں۔ پس خیر کو تو سراسر اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کیا جاسکتا ہے۔ شر نہ تو اس کی ذات میں ہے اور نہ اُس کی جانب سے ہے۔ بلکہ نفسِ امارہ کی پیدا کردہ شے ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''تمہیں جو بھی نیکی پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے اور تمہیں جو بھی بدی پہنچتی ہے وہ سراسر تمہارے اپنے نفس کی جانب سے ہے'' پس میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ خیر یعنی توحید وتقویٰ کا راستہ اختیار کر اور شر یعنی شرک وفسق کا اصول اور اس کے عوامل چھوڑ دے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ''میرے بندو! تم جنت میں اپنے اعمالِ صالح کے عوض داخل ہوجاؤ۔ سبحان اللہ! اُس کی کس قدر رحمت ورعایت ہے کہ اُس کے بندے نیک اعمال کے باعث بہشت کے مستحق قرار دیئے گئے، حالانکہ تمام نیک عمل بھی سراسر اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق ونُصرت سے ہیں''۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی بھی شخص محض اپنے اعمال کے سبب داخل نہ ہوگا'' اور حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا: ''یارسول اللہ! کیا آپ بھی نہیں'' فرمایا ''میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ واسعہ مجھے ڈھانپ لے'' یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ پس میں تجھے شریعت کا احترام کرنے اور راہِ راست اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہوں پھر جب تو احکامِ الٰہی تعمیل کرے گا اور دستور شریعت کا احترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے شر اور شر کے ذرائع سے محفوظ رکھے گا اور تجھ پر راہِ خیر روشن فرما کر شریعت کو تیرے لئے آسان کردے گا اور تمام معاصی سے بچائے گا۔ فرمایا جو لوگ ہمیں سمجھنے اور پانے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں تم اُن کے لئے صراط المستقیم کو روشن کردیتے ہیں اور اُن کی رہنمائی کرتے ہیں'' اسی بنا پر حضرت یوسفؑ کے متعلق فرمایا: ''ہم نے حضرت یوسفؑ کو ہر قسم کی بدی اور فحش سے محفوظ رکھا کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے'' ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ''اگر تم ایمان لاؤ اور شکر کرو تو اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہیں عذاب کرے''

اس سے ظاہر ہے کہ مؤمن اور شاکر بندے دُنیا میں بھی مصائب اور آفات سے محفوظ رکھے جاتے ہیں اور عقبیٰ میں بھی ذلت وعذاب سے نجات پائے ہوئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری زیادتی نعمت کا باعث ہے۔ فرمایا:

''اگر تم شکر بجالاؤ گے تو ہم تمہیں زیادہ دیں گے''

او بندہ مؤمن! جب تیرا نور ایمان آخرت میں نارِ دوزخ کو بھی بُجھائے گا تو وہ دنیا میں آفات وبلیات کی آگ کو کیوں نہ بُجھائے گا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے جن محبوب و برگزیدہ بندوں کو دنیا میں مصائب وآفات پیش آتے ہیں تو اس سے بھی اللہ تعالیٰ کا مقصود ہوتا ہے کہ اُن کے یقین (ایمان کو محکم کیا جائے اور مفاسد عقیدہ وعمل سے اُن کے قلب و دماغ کی تطہیر کی جائے اور ساتھ ہی ایسے ابتلاء سے اس پر توحید الٰہی، معرفتِ حق اور اسرارِ باطن کو واضح و بے نقاب کردیا جائے۔ یہ اس لئے کہ یہ قلبِ انسانی ایک ہی ہستی کی مستقل نشستِ ہے، اس میں دو ہستیاں قرار نہیں پاسکتیں اور جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کو دل میں جگہ دی جاتے تو یہی شرک ہے جو تمام اعتقادی اور عملی حباثت کی جڑ ہے۔ اس کے برعکس توحید انسان کے قلب اور تمام اعضاء و جوارح کو ہستی باری تعالیٰ کیلئے مخصوص کرتے ہوئے اُس کے سینے کو ہر قسم کی کدورتوں سے پاک کرتی ہے اور اطمنانِ کامل عطا کرتی ہے۔ جس شخص کی توحید جتنی زیادہ محکم وتوانا ہوگی۔ اُسی قدر اُسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور اُسی قدر وہ ذات وصفات الٰہی کے اسرار سے باخبر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کو تم سب سے زیادہ پہچاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں''۔ پس جو شخص اپنے خالق و پروردگار سے جتنا زیادہ قریب ہوگا وہ اُتنا ہی زیادہ اُس سے خوف وخشیت رکھتا ہوں اور اُس کے احکام کا مطیع ہوگا۔ قُربِ حق کا ایک بڑا اثر یہ بھی ہے کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا پورا پورا احترام کرے اور اُن کا ہر دم شکر بجالائے گا۔ وہ غیر اللہ کی جانب التفات نہیں کرنے گا کیونکہ یہ اطاعتِ حق تعالیٰ میں صریح کوتاہی ہے۔

اسی حکمت کی بناء ازواجِ النبی ﷺ اور اصحاب نبیؐ کو فسق وفحش سے بالکل محفوظ رکھا گیا۔ کیونکہ اُنہیں ایک ایسی مقدس اور متقی ہستی کا قرب حاصل تھا، جس کے زیر اثر فسق وفجور کا امکان ہی نہیں تھا۔ اس بناء پر اُس شخص کے روحانی و باطنی عروج وتفوق کا اندازہ کیا جائے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو۔ لیکن واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالا برتر ہے کہ اُسے مخلوقات سے کسی کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔ وہ خود فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں ہرگز نہ کیا کرو۔ اللہ کی مثل و مانند کوئی شئے نہیں ہے۔ پس توحید کا واضح تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات دونوں میں یکتا اور بے مثل سمجھا جائے اور مخلوق سے کسی کو اُس کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 20 07 June 2013 Friday

Printer,Publisher: Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thakur
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 08-06-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی۔نور اللہ مرقدہٗ

معراج کا واقعہ تحریک اسلامی کے اس مرحلے میں پیش آیا جب نبی کو توحید کی آواز بلند کرتے ہوئے تقریباً بارہ سال گزر چکے تھے، آپ کے مخالفین آپ کا راستہ روکنے کیلئے سارے جتن کر چکے تھے، مگر ان کی مزاحمت کے باوجود آپ کی آواز عرب کے گوشے گوشے میں پہنچ گئی تھی عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہ رہا تھا جس میں دو چار آدمی آپ کی دعوت سے متاثر نہ ہو چکے ہوں خود مکہ میں ایسے مخلص لوگوں کا مختصر طبقہ بن چکا تھا جو اس دعوت حق کی کامیابی کیلئے کوشاں تھے، مدینہ منورہ میں اوس و خزرج کے طاقتور قبیلوں کی بڑی تعداد آپ کی حامی بن چکی تھی اب وہ وقت قریب آ گیا تھا جب آپ کو مکہ سے مدینہ کی طرف منتقل ہو جانے اور منتشر مسلمانوں کو ایک جگہ سمٹ کر اسلام کے اصولوں پر ایک ریاست قائم کرنے کا موقع ملنے والا تھا، ایسے ہی حالات میں یہ واقعہ عظیمہ پیش آیا۔اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۂ بنی اسرائیل میں موجود ہے لیکن اس میں صرف مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک حضور کو لیجائے جانے کی تصریح موجود ہے، البتہ احادیث اور سیرت مبارکہ کی کتابوں میں اس واقعہ کی تفصیلات بکثرت صحابۂ کرام سے مروی ہیں جن کی تعداد ۲۵/مزید جستجو و تلاش سے ۵۴ تک پہونچتی ہے۔

اصطلاح میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء کہتے ہیں اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر کو معراج کہتے ہیں اور بسا اوقات اول سے آخر تک سیر کو اسراء و معراج کہہ دیتے ہیں، اور چونکہ اس سفر میں حضورِ اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کو آسمان پر لیجانے کیلئے سیڑھی لائی گئی تھی اور معراج کے معنی بھی سیڑھی ہیں اسلئے اس سفر کو معراج کہتے ہیں، حادیث کے ذخیرہ کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ہم کو واقعہ کی تفصیل کچھ اسطرح ملتی ہے: ”ایک شب نبی کریم ﷺ حضرتِ امّ ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے یکایک حضرت جبریلؑ نے آ کر آپ کو جگایا اور مسجد حرام کی طرف لیکر گئے وہاں جا کر آپ کے سینۂ اقدس کو چاک کیا اور قلب مبارک کو آبِ زمزم سے دھویا پھر اسے علم، بردباری، دانائی اور ایمان و یقین سے بھر دیا اور پھر شانوں کو ٹھیک کر کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر لگائی بعد ازاں براق پر سوار ہو کر سفر کا آغاز کیا۔بیت المقدس پہنچنے تک آپ چار جگہ ٹھہرے پہلی منزل مدینہ تھی جہاں اُتر کر آپ نے نماز پڑھی حضرت جبریلؑ نے کہا ”یہاں آپؐ ہجرت کر کے آئیں گے“ دوسری منزل طور سینا تھی جہاں خداوند قدوس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوا، تیسری منزل بیت اللحم تھی جہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے، اور چوتھی منزل بیت المقدس تھی جہاں پر براق کا سفر ختم ہوا۔بیت المقدس پہنچ کر آپ ﷺ اس مقام پر اُترے جسکو آج کل بابِ محمد کہا جاتا ہے، آپ کا براق اس جگہ باندھ دیا گیا جہاں پہلے انبیاء اپنی سواریوں کو اس سے باندھا کرتے تھے، پھر آپ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو ان سب پیغمبروں کو موجود پایا جو ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک دنیا میں پیدا ہوئے تھے، آپ کے پہنچنے پر نماز کیلئے تیاریاں شروع ہو گئیں، سب منتظر تھے امامت کیلئے کون بڑھتا ہے حضرت جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا اور آپ نے تمام انبیاء اور فرشتوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔پھر آپ کے سامنے تین پیالے پیش کئے گئے ایک میں پانی دوسرے میں دودھ اور تیسرے میں شراب تھی، آپ نے دودھ کو پیالے کو پسند کیا، جبریل نے کہا آپ نے دین فطرت کو اختیار کیا ہے اگر آپ شراب لیتے تو آپ کی اُمت گمراہ ہو جاتی اور اگر آپ پانی کو اختیار کرتے تو آپ کی اُمت غرق ہو جاتی۔اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے حضرت جبریل کی معیت میں زمین سے آسمان تک سفر کیا، بعض روایات میں ہے کہ براق نے بیت المقدس میں ہی چھوڑ دیا اور آسمان سے ایک سیڑھی نمودار ہوئی، آپ اسکے ذریعہ جبریل کے ساتھ آسمان پر گئے، حافظ ابن کثیرؒ نے کہا کہ براق بدستور بندھا رہا، حضور ﷺ واپس آ کر یہیں اُترے اور براق پر سوار ہو کر مکہ تشریف لائے اور صحیح مسلم شریف میں جو روایت ہے اس میں براق یا زینہ کا کوئی ذکر نہیں ہے، صرف یہ ہے ”جبریل مجھے آسمان پر لے گئے“۔جب سرور کائنات ﷺ پہلے آسمان پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک بزرگ جب دائیں جانب دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں، انہوں نے آپ کو دیکھا تو فرمایا ”مرحبا اے فرزند صالح“ بتایا گیا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں انکے دائیں جانب اہل جنت ہیں اور بائیں جانب اہل دوزخ، آدم علیہ السلام اپنی اولاد کے نیک لوگوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں برے لوگوں کو دیکھ کر روتے ہیں، یہیں آپ نے نہر کوثر بھی دیکھی جس کے کنارے جوہرات کے محل بنے ہوئے تھے اور جس کی مٹی مشک کی طرح خوشبودار تھی۔

دوسرے آسمان پر پہنچے تو دو ممتاز نوجوانوں سے ملاقات ہوئی تعارف سے معلوم ہوا کہ یہ حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما السّلام ہیں۔تیسرے آسمان پر آپ کا تعارف ایک ایسے بزرگ سے کرایا گیا جن کا حسن عام انسانوں کے مقابلہ میں ایسا تھا جیسا تاروں کے مقابلے میں چودھویں رات کا چاند، معلوم ہوا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ساتویں آسمان پر آپ نے ایک عظیم الشان محل (بیت المعمور) دیکھا جہاں بے شمار فرشتے آ جا رہے تھے اور ایک بزرگ صورت انسان اسی محل سے پشت لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام، نے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، ہیں۔ساتویں آسمان کے بعد آپ کو جنت اور دوزخ کی سیر کرائی گئی، دوران سفر کسی پکارنے والے نے پکارا ”ادھر آؤ“ آپ متوجہ نہ ہوئے، جبریل نے بتلایا یہ یہودیت کی طرف بلا رہا تھا، دوسری طرف سے آواز آئی ”ادھر آؤ“ آپ اس طرف بھی ملتفت نہ ہوئے، حضرت جبریل نے بتایا یہ عیسائیت کا داعی تھی پھر ایک عورت نہایت بنی سنوری نظر آئی اور اس نے آپ کو اپنی طرف بلایا آپ نے اس سے بھی نظر پھیر لی حضرت جبریل نے کہا یہ دنیا تھی پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی جبریل نے کہا یہ دنیا کی باقی ماندہ عمر ہے، پھر ایک بوڑھا ملا جس نے آپ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا مگر آپ اسے بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گئے، جبریل نے کہا یہ شیطان تھا جو آپ کو بہکانا چاہتا تھا۔اس کے علاوہ آپ ﷺ نے سود خوروں، فرض نماز میں کاہلی کرنے والوں، زکوٰۃ نہ دینے والوں، شادہ شدہ ہو کر زنا کرنے والے مردوں و عورتوں، ڈاکوؤں اور دوسروں کے مال کھانے والوں پر عذاب ہوتے دیکھا۔

آخر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے، (سدرۃ المنتہیٰ پیش گاہ رب العزت اور عالم خلق کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتا ہے، اسکے ماوراء جو کچھ ہے وہ غیب ہے نیچے سے جو کچھ جاتا وہ یہاں لے لیا جاتا ہے اور پھر اوپر سے نیچے جو کچھ آتا ہے اسے یہاں وصول کر لیا جاتا ہے) اس مقام پر پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے اور اپنی اصل صورت میں ظاہر ہوئے اور کہا کہ اس مقام سے آگے جانا میری طاقت سے باہر ہے آپؐ تنہا آگے بڑھے۔سدرۃ المنتہیٰ پر امرِ الٰہی کا پرتو تھا وہ جب اس درخت پر چھا گیا تو اس کی ہیبت بدل گئی اور اس میں انوارِ الٰہی نے حسن کی وہ شان پیدا کر دی کہ اس کا بیان کرنا ممکن نہیں۔۔بے شمار فرشتے اور سونے کے پتنگے دیکھے دیکھے الغرض آپ ایک ہموار اور بلند سطح پر پہونچے تو بارگاہ جلال سامنے تھا ہم کلامی کا شرف بخشا گیا اور آپ نے نورِ الٰہی کو دیکھا۔ بارگاہِ الٰہی سے اس موقع پر آپ کو متعدد عطیات مرحمت فرمائے گئے۔

۲۴/گھنٹے میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی گئیں، سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں تعلیم فرمائی گئیں، ارشاد ہوا جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جب وہ اس عمل کرتا ہے تو دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں مگر جو برائی کا ارادہ کرتا ہے اسکے خلاف کچھ نہیں لکھا جاتا اور جب وہ اس پر عمل کرتا ہے تو ایک ہی بُرائی لکھی جاتی ہے۔اس مسئلہ میں تین مختلف آراء ہیں، ایک گروہ تو وہ ہے جو رویت باری کا بالکل منکر ہے، دوسرا گروہ وہ ہے جو رویت باری کا قائل ہے اور تیسرا گروہ وہ رویت باری کا نہ ہی منکر نہ ہی قائل، وہ کہتا ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خدا کو ان انسانی آنکھوں سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

پہلا گروہ: بخاری شریف کتاب التوحید و بدء الخلق میں حضرت مسروق کی ام المومنین حضرت عائشہؓ سے تفصیلی گفتگو مذکور ہے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے رویت باری تعالیٰ کے سلسلہ میں سوال کیا تھا، اسکے جواب میں حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ”جو شخص دعویٰ کرے کہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے رب کو دیکھا ہے وہ خدا پر بہت بڑا افتراء کرتا ہے، حضرت مسروق نے جب قاب قوسین کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس سے حضرت جبریل مراد ہیں، بخاری شریف، مسلم شریف، مسند احمد اور بھی معتبر کتب احادیث میں حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قاب قوسین سے مراد حضرت جبریل ہیں اور حضور اکرم نے خدا کو نہیں بلکہ نورِ خدا کو دیکھا ہے۔

دوسرا گروہ: مسلم شریف اور مسند احمد میں ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ سے رویت باری کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کو نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دوبار دیکھا، ابن ابی حاتم میں حضرت کعب بن قرظی اور حضرت انسؓ کی روایت موجود ہے اس میں ہے کہ جب آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو خداوند قدوس آپ کے قریب آیا اور آپ کے اوپر معلق ہو گیا یہاں تک کہ آپ کے اور اس کے درمیان دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

تیسرا گروہ: ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت کعب بن قرظی کی روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ ہیں ”رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بعض صحابہؓ نے پوچھا آپ نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا میں نے دو مرتبہ اس کو اپنے دِل سے دیکھا۔نسائی شریف، ابن ابی حاتم اور مسلم شریف کتاب الایمان میں حضرت ابوذر غفاریؓ کا قول مروی ہے کہ آپ نے رب کو اپنے دِل سے دیکھا ہے، مسلم شریف، ابن مردویہ اور مسند احمد میں حضرت ابن عباسؓ سے ایسا ہی مروی ہے اور اوپر حضرت ابن عباس کی جو روایت گزری ہے اس کے بارے میں ابن حجر فرماتے ہیں۔”دراصل ابن عباسؓ کا قول سمجھنے میں بعض راویوں سے غلطی ہوئی حضرت ابن عباسؓ کا منشاء یہ بالکل نہیں تھا کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ظاہری آنکھوں سے خدا کو دیکھا بلکہ ان کا مطلب ہے کہ دِل کی آنکھوں سے جلوۂ ربانی کا مشاہدہ کیا۔اس تشریح سے ساری روایات متفق ہو جاتی ہیں، کہ ظاہری آنکھ سے تو نہیں البتہ دل کی آنکھ سے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خداوند قدوس کو دیکھا۔

//بقیہ صفحہ 7 پر......//